عالمگیر انسانیّت کے لئے منشورِ حیات

یعنی

حضورِ نبی اکرمؐ کا

خُطبۂ حجّۃ الوِداع

حج، ۹ھ میں فرض ہوا۔ اس سال حضورؐ خود تشریف نہیں لے گئے۔ بلکہ حضرت ابوبکرؓ کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا۔ ۱۰ھ میں حضورؐ نے بہ نفس نفیس حج کا ارادہ فرمایا۔

اس خبر کا عام ہونا تھا کہ سارا عرب ہمرکابی کی سعادت حاصل کرنے کے لئے اُمنڈ آیا۔ ذی قعدہ کی چھبیسویں تاریخ، حضورؐ مدینہ منوّرہ سے جانبِ کعبہ روانہ ہوئے۔ مدینہ سے باہر چھ میل کے فاصلہ پر قیام فرمایا۔ دوسری صبح حضورؐ نے احرام باندھا اور بلند آواز سے فرمایا۔

لبیک اللّٰھم لبیک۔ لاشریک لک لبیک۔ ان الحمد و النعمۃ لک

لبیک و الملک لاشریک لک۔

ہم حاضر ہیں۔ اے خدائے بزرگ و برتر تیرے بندے تیرے حضور حاضر ہیں۔ حمد و ستائش کی مرکز تیری ہی ذات ہے اس میں کوئی اور شریک نہیں۔ حکومت صرف تیرے لئے ہے۔ اس میں کسی اور کا حصّہ نہیں۔

حضورؐ نے یہ کلمات بلند کئے اور سننے والوں نے سنا کہ لبیک اللّٰھم لبیک کی صدائے بازگشت سے تمام دشت و جبل گونج اٹھے کہ یہ کاروانِ عشق و ذوق تمام دامنِ صحرا پہ ریت کے چمکتے ہوئے ذرّوں کی طرح تا حدِ نظر پھیلا ہوا تھا۔ تقدیس و تحمید کی ان زمزمہ باریوں سے یہ قافلہ، نور و نکہت منزل بمنزل آگے بڑھتا گیا۔ سینوں میں تڑپتے ہوئے دل۔ آنکھوں میں چمکتی ہوئی فراست۔ پیشانیوں میں مچلتے ہوئے سجدے۔ ذوقِ عبودیت کی متاعِ گراں اور آغوش۔ حسنِ عمل کی کامرانیوں اور سعی پیہم کی شادکامیوں کی ایک جنت اپنے جلو میں لئے، یہ زبدۂ کائنات گروہ، یہ عصارۂ روزگار جماعت۔ یہ جنتِ خدا مست۔

یہ عسکرِ خود آگاہ۔ یہ حریت و مساوات کے علم بردار۔ یہ احترامِ انسانیت کے پیغامبر۔ یہ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ہ کے زندہ پیکر، ذی الحجہ کی چار تاریخ کو، صبح کے سہانے وقت۔ تاروں کی خنک و حسین

مکہ میں داخلہ

چھاؤں میں مکہ معظمہ میں داخل ہوئے۔ جب کعبہ پر نگاہ پڑی تو حضورؐ نے وجد و مسرت کے والہانہ انداز میں فرمایا:۔

لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہٗ لا شریک لہ۔ لہ الملک ولہ الحمد و یمیت وھو علیٰ کل شیءٍ قدیر۔ لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہٗ۔ انجز وعدہٗ۔ نصر عبدہٗ وھزم الاحزاب وحدہٗ۔

(ہاں! آج اس حقیقتِ کبریٰ کا عملی اعلان ہو رہا ہے کہ) خدا کے سوا کوئی حاکم اور آقا نہیں۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ سروری اور ستائش سب اس کے لئے زیبا ہے۔ وہی ہے جو زندگی عطا کرتا ہے اور وہی ہے جو موت دیتا ہے۔ وہ ہر شے پر قادر ہے۔ اس خدائے واحد کے سوا کوئی حاکم نہیں (میرا سرِ نیاز اس کی بارگاہِ صمدیت میں جھکا ہے جس نے) اپنا وعدہ (یوں) پورا کیا۔ اس نے اپنے (بے سرو سامان) بندے کی مدد کی اور باطل کے تمام جیوش و عساکر کو شکست دے دی (اور حق کی اس طرح فتح ہوئی)۔

نویں ذوالحجہ کو جمعہ کے روز، یہ جمعیتِ اسلامیہ، یہ اُمّتِ قانتہ، یہ ملّتِ مسلمہ، یہ قدوسیوں کی جماعتؓ عرفات کے میدان میں جمع ہو گئی کہ اپنے امام و مقتدیٰؐ سے تشکیلِ حکومتِ الٰہیہ کا اعلانِ عظیم اپنے کانوں سے سن لیں تاکہ اس کے بعد اسے کامل حتم و یقین کے ساتھ دنیا کے کونے کونے تک پہنچا دیں۔ دوپہر ڈھل گئی تو کمبل کے خیمہ سے وہ ذاتِ گرامیؐ جلوہ بار ہوئی جس کے ایمان و عمل کے درخشندہ

خطبہ حجۃ الوداع

نتائج اس وقت یوں سامنے ضوفشاں تھے۔ حضورؐ ناقہ پر سوار ہوئے تو تکبیر کے غلغلہ انگیز نعروں سے فضا مرتعش ہو گئی۔ آپ نے ناقہ پہ سوار وہ خطبہ ارشاد فرمایا جو تمام نوعِ انسانی کے لئے منشورِ بالغہ ہے۔ آپ نے فرمایا:۔

اَلَا! کل شیءٍ من امر الجاھلیۃ تحت قدمی موضوع۔

ہاں! جاہلیت کے تاریک زمانہ کے تمام آئین و دستور میرے پاؤں کے نیچے ہیں۔

اللہ اکبر! یہ اعلان اس کی طرف سے ہو رہا ہے جسے اس مقام سے، آج سے دس سال قبل، ان ہی آئین و دساتیر کے علمبرداروں نے چاروں طرف سے یورش کر کے نکالا تھا۔

اس کے بعد فرمایا:۔

ایھا الناس۔ الا ان ربکم واحد۔ وان اباکم واحد۔ الا لا فضل لعربي علی عجمي ولا لعجمي علی عربي۔ ولا لاحمر علی اسود ولا لاسود علی احمر۔ الا بالتقویٰ۔

اے نوعِ انسانی (سن رکھو کہ) تمہارا سب کا رب ایک ہے۔ اور تم تمام ایک ہی اصل کی

شامل ہو۔ اس لئے عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر، سرخ کو سیاہ پر اور سیاہ کو سرخ پر۔ کوئی فضیلت نہیں مگر تقویٰ کے سبب۔

غور کیجئے۔ شرفِ انسانیت کی نمود و بالیدگی اور رمزیت آدمیت کے عروج و ارتقا کی راہ میں سب سے بڑے سنگِ راہ، انسانوں کی جغرافیائی تقسیم (وطنیت) اور نسبی تفوق (نیشنلزم) کی حدود و قیود ہیں۔ اس لئے اس منشورِ حریت و مساوات، انسانیہ میں سب سے پہلے باطل کے ان ہی انسانیت سوز معیاروں پر خطِ تنسیخ کھینچا گیا۔ اس طرح تمام نوعِ انسانی کو ایک عالمگیر برادری قرار دے کر، صرف شرفِ انسانیت کو باعثِ تکریم اور وجہ تعظیم بتا دیا گیا جو اتباعِ قوانینِ الٰہیہ سے حاصل ہوتا ہے۔ اس کے بعد اس فطری تقسیم کی طرف اشارہ کیا گیا جس کی رُو سے انسان دو جماعتوں میں منقسم ہو جاتے ہیں۔ یعنی ایک وہ جماعت جو تمام انسانوں کی محکومیت سے انکار کر کے صرف ایک خدا کی حکومت کو تسلیم کرے۔ اور دوسری وہ جماعت جو انسانوں کے خود ساختہ قوانین و دساتیر کے سامنے اپنی گردن جھکا دے، خواہ وہ قوانین خود اپنے وضع کردہ ہوں یا دوسرے انسانوں کے مسلط کردہ۔ اوّل الذکر جماعت (امتِ مسلمہ) اس یک جہتی اور ہم رنگی، اشتراکِ نصب العین اور وحدتِ مقصد کی بنا پر باہمدگر بھائی بھائی۔ اور اس حقیقتِ کبریٰ سے انکار کرنے والے انسان (کافر) دوسری سوسائٹی کے افراد۔ اس لئے فرمایا کہ

ان کل مسلم اخو مسلم و ان المسلمین اخوۃ۔

یاد رکھو ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ اور اس طرح تم روئے زمین کے مسلمان رشتۂ اخوت میں منسلک اور سلکِ مودت سے منوط ہو۔

اور یہ رشتۂ اخوت و ناطۂ مودت محض ایک نظری عقیدہ نہیں بلکہ یاد رکھو کہ

ان دمائکم و اموالکم و اعراضکم علیکم حرام کحرمۃ یومکم ھذا فی شھرکم ھذا۔ فی بلدکم ھذا۔ الی یوم تلقون ربکم۔

تمہارا خون اور تمہارا مال اور تمہاری آبرو قیامت تک کے لئے ایک دوسرے کے نزدیک اسی طرح محترم ہونی چاہیئے جس طرح یہ دن اس مہینہ میں اور اس شہر میں وجہ احترام ہے۔

یاد رکھو:۔

لا ترجعوا بعدی ضلالا یضرب بعضکم رقاب بعض و ستلقون ربکم فیسئلکم عن اعمالکم۔

کہیں میرے بعد ائتلاف و مرکزیت کی صراطِ مستقیم چھوڑ کر تشتت و افتراق کی گمراہی نہ اختیار کر لینا کہ خود ایک دوسرے کے گلے کاٹنے لگ جاؤ۔ یاد رکھو! تمہیں خدا کے سامنے حاضر ہونا ہے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کی باز پرس کرے گا۔

یہ وحدت و یک جہتی صرف تمہارے نظام سے قائم رہ سکے گی۔ اس نظام کی بنیاد قرآن پر ہے۔ اور یہی قرآن

ہے جسے میں اپنے بعد تمہارے لئے چھوڑ جاؤں گا۔

وانی قد ترکت فیکم مالن تضلوا بعدہ، ان اعتصمتم بہ کتاب اللہ۔

میں تم میں ایک ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم نے اسے مضبوطی سے تھامے رکھا تو کبھی گمراہ نہ ہوگے۔
وہ چیز کیا ہے؟ کتاب اللہ۔

یہ ہے تمہارے نظام کا ضابطۂ قانون۔ اور اس قانون کو نافذ کرنے والا تمہارا امیر جس کی اطاعت بمنزلہ خدا اور رسول کی اطاعت کے ہوگی۔

ان امر علیکم عبد مجدع اسود یقودکم بکتاب اللہ فاسمعوا لہ واطیعوا

اگر کوئی حبشی، بینی بریدہ غلام بھی تمہارا امیر ہو اور وہ تمہیں قرآن کے مطابق لے چلے تو اس کی اطاعت اور فرماں برداری کرو۔

اس نظامِ دینی میں ہر رکن کو اس کی اپنی جگہ پر رکھو۔ اس کے مقام سے اسے اونچا نہ لے جاؤ۔ اس لئے کہ قوموں کی ہلاکت و بربادی اسی غلو سے ہوئی۔

ایاکم والغلو فی الدین۔ فانما اھلک قبلکم الغلو فی الدین۔

دین میں غلو مت کرو کہ تم سے پہلی قومیں اسی سے برباد ہوئیں۔

پھر فرمایا کہ یاد رکھو قوموں کی تعمیر و تربیت میں آغوشِ مادر کا حصہ بڑا بنیادی ہوتا ہے۔ اس لئے اپنے نظامِ مدنیت میں عورتوں کی صحیح پوزیشن کو نظر انداز نہ کر دینا۔

فاتقوا اللہ فی النساء۔ ان لکم علی نساءکم حقا ولھن علیکم حقا۔

عورتوں کے معاملہ میں (بھی) قانونِ خداوندی کی نگہداشت کرو۔ یاد رکھو تمہارے عورتوں پر اور عورتوں کے تم پر حقوق ہیں (ان حقوق کو نظر انداز مت کرو)۔

یہ فرما کر آپؐ نے مجمع پر ایک غائر نگاہ ڈالی۔ قریب ایک لاکھ پروانوں کا ہجوم اس شمع نبوت کے گرد تھا۔ وہ گروہِ عظیم جس کی گردنیں دنیا کی کسی طاغوتی قوت کے سامنے نہیں جھک سکتی تھیں، اپنے خدا کے حضور سر جھکائے کھڑا تھا ——— اس سعادتِ عظمیٰ کی فراوانی پر شاداں و نازاں جو انہیں مجاہدانہ سعی و عمل کے سلسلے میں بارگاہِ ربّ العزت سے اس طرح عطا ہوئی تھی، اور ان ذمہ داریوں کے بارِ گراں کے احساس سے لرزاں و ترساں جو نوعِ انسانی کی امامت و قیادت کے سلسلے پر ان پر عائد ہو رہی تھیں، حضورؐ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا کہ

انتم مسئولون عنی فما انتم قائلون۔

تم سے خدا کے ہاں میری بابت پوچھا جائے گا۔ کہو تم کیا جواب دو گے؟

لاکھوں زبانیں ایک ہی وقت پکار اٹھیں کہ ہم کہیں گے کہ آپ نے خدا کا پیغام پہنچا دیا اور اپنا فرض ادا کر دیا۔"

کتنی عظیم الشان ہے یہ شہادت جو کسی انسان کو اپنے فرائض کی تکمیل کے بعد میسّر آجائے۔ آپ نے

آسمان کی طرف انگلی اٹھائی اور تین بار فرمایا:-

اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ ـــــــ اے خدا تو گواہ رہنا۔

جس شاہد عادل کی گواہی کی استدعا کی گئی تھی اس نے اپنی شہادت کا ان الفاظ میں اعلان کر دیا کہ

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ (۵/۳)۔

آج میں نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا۔ اور (اس طرح) اپنی نعمت کا اتمام کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کو بطور نظامِ حیات منتخب کر دیا۔

ہزاروں آنکھیں تھیں جو اتمامِ نعمت کی اس بشارتِ عظمیٰ پر فرطِ مسرت سے عطر پاش تھیں۔ لیکن سینکڑوں آنکھیں ایسی بھی تھیں جو اپنے محبوب کی جدائی کے احساس سے شبنم فشاں تھیں، اس لئے کہ انہوں نے اس راز کو سمجھ لیا تھا کہ تکمیلِ دین کے بعد یہ ذاتِ گرامی دنیا سے تشریف لے جائے گی اور یہ آیۂ مقدسہ اس آنے والی ساعتِ فراق کی پیش آہنگ ہے۔ؔ

خطبہ سے فارغ ہو کر حضور جانب منیٰ روانہ ہوئے۔ اس شاہانہ جلوس کا انداز یہ تھا کہ ایک "حبشی غلام" (حضرت بلالؓ) ناقہ کی مہار پکڑے تھے اور ایک "غلام ابن غلامؓ (حضرت اسامہ بن زیدؓ) شریک سواری، کپڑا تان کر فرقِ مبارک پر سایہ کئے تھے۔ اور اونٹنی پر ایک پالان تھا جس کی قیمت ایک روپیہ سے زائد نہ تھی۔ خدا کی طرف سے تکمیلِ دین کا اعلان ہو چکا تھا اور یہ دین اپنی عملی شکل میں خدا کی زمین پر نافذ۔ یعنی نظامِ انسانیت مشیت کے صحیح خطوط پر متشکل ہو چکا تھا۔ وہ نظام جس پر چلنے کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا تھا لیکن جس میں انسان کے خود ساختہ قوانین و دساتیر کی آمیزش نے اس کی ہیئت بدل ڈالی تھی۔ آج اس کی تمام کثافتیں اور آلودگیاں بکھر کر دور ہو گئیں اور وہ نظام اسی حالت پر آ گیا جس پر اسے خلاقِ فطرت نے متعین کیا تھا۔ اس لئے آپ نے فرمایا کہ

زمانہ اپنے مرکزِ اصلی پر

ان الزمان قد استدار کھیئتہ یوم خلق اللّٰہ السمٰوٰت والارض۔

زمانہ پھر پھرا کر آج پھر اسی نقطہ پر آ گیا جس پر اللہ نے اسے تخلیقِ ارض و سمٰوٰت کے وقت متعین کیا تھا۔

یہی مقصودِ مشیت تھا۔ یہی انسانی تگ و تاز کا منتہیٰ تھا۔ یہی اس کاروانِ رشد و ہدایت کی آخری منزل تھی جو کبھی جودی کی چوٹیوں پر ٹھہرا، اور کبھی شام کے سبزہ زاروں میں رکا۔ کبھی نیل کی وادیوں میں گھوما، اور کبھی سینا کے پہاڑوں سے گذرا۔ کہیں یروشلم کے میدانوں میں آ نکلا اور پھر بطحا کے صحراؤں میں فروکش ہوا۔ یہی وہ جنت تھی، جو جنت سے نکلے ہوئے آدم کو اس کے اعمال کے بدلے میں ملنی تھی اور مل کر پھر نہ چھننی تھی، بشرطیکہ وہ اس نظام پر عمل پیرا رہتا۔

ؔ اس آیت کے زمانہ نزول کے متعلق اختلاف ہے۔

اس اعلانِ عظیم کے بعد حضورؐ نے پھر مجمع کو مخاطب کر کے فرمایا کہ

الا هل بلغت

کیوں؟ میں نے پیغامِ خداوندی تم تک پہنچا دیا؟

سب بول اُٹھے۔ ہاں پہنچا دیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ

اللھم اشھد

اے خدا تو گواہ رہنا۔

پھر لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا:۔

فلیبلغ الشاھد الغائب

جو لوگ اس وقت موجود ہیں وہ اس پیغام کو ان تک پہنچا دیں جو موجود نہیں ہیں۔

مدینہ کو واپسی

اور اس طرح اس پیغامِ خداوندی کی وسعتوں کو ابدیت سے ہم کنار کر دیا۔

تکمیلِ دین کے اس فریضہ مہمہ سے فارغ ہو کر یہ کاروانِ سعادت و رحمت، مراجعت فرمائے مدینہ ہوا۔ نواحِ مدینہ پر نگاہ پڑی تو فرمایا:۔

اللہ اکبر۔ لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ۔ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیئٍ قدیر۔ آئبون۔ تائبون۔ عابدون۔ ساجدون۔ لربنا حامدون صدق اللہ وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ۔

کبریائی و جبروت سب خدا کے لئے ہے۔ اس کے سوا کوئی ایسی ہستی نہیں جس کے سامنے جھکا جائے۔ وحدہ لا شریک۔ حکومت صرف اسی کے لئے ہے اور ستائش و زیبائش کی مرکز آپ کی ذات۔ اس نے ہر شے کے پیمانے مقرر کر رکھے ہیں جو اٹل ہیں۔ لوٹے آرہے ہیں اس کے بندے، ساری دنیا سے منہ موڑ کر صرف اسی کے آستانہ کی طرف رُخ کئے ہوئے (تائبون) تمام طاغوتی قوتوں کی سرکشیوں کو پامال کر کے صرف اسی کی محکومیت کا قلادہ زیبِ گلو کئے ہوئے (عابدون) ساری دنیا کے سامنے غیورانہ اٹھنے والی پیشانیاں اس کے سنگِ آستاں پر سجدہ ریز (ساجدون) تمام دنیا سے خراجِ تحسین وصول کرنے والے اس مرجعِ حسن و خوبی کی حمد و ستائش میں زمزمہ بار۔ اس لئے کہ اس نے اپنا وعدہ سچا کیا۔ اپنے بندے کی مدد کی اور تمام مخالف قوتوں کو شکست دی۔ آرہے ہیں خدا کے بندے لوٹ کر۔

استقبالِ خسروانہ

نظامِ انسانیت کی امامتِ کبریٰ کا یہ مرکزِ اوّلین، تکمیلِ دین و اتمامِ نعمت کی ہزار جنتیں اپنے جلو میں لئے بہ کمالِ حسن و رعنائی واپس آرہا ہے۔

اور مدینہ کی گلیوں کا ذرہ ذرہ اُبھر کر کہہ رہا ہے کہ

اے سوارِ اشہبِ دوراں بیا! اے فروغِ دیدۂ امکاں بیا

اے زمین از بارگاہت ارجمند　　آسماں از بوسہ بامت بلند
از تو بالا پایۂ ایں کائنات　　فقر تو سرمایۂ ایں کائنات!
سجدہ ہائے طفلک و برنا و پیر!
از جبین و چشم ہائے ما بگیر!

شکان ارضی، حمد و ستائش میں اس طرح نغمہ سنج و زمزمہ بار تھے اور آسمان سے خدا اور اس کے فرشتے اس تکمیل کار اور حسن مآب پر یہ کہہ کر تبریک و تہنیت کے پھول برسا رہے تھے کہ

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۔ (۳۳/۵۶)

کس قدر مبارک ہے وہ آغاز جس کا انجام اس قدر حسین ہو۔ اور کیسی پُر بہار ہے وہ شاہراہِ زندگی جو اس آغاز و انجام کے نقاط سے مربوط ہو۔

فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ حَمْدًا كَثِيْرًا۔

("معراج انسانیت" از پرویز)

طلوع اسلام

خطبۂ جلیلہ کا متن اس امر کی شہادت پیش کرتا ہے کہ اسے حضور نبی اکرمؐ کا ارشاد گرامی تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود، اس میں بھی ایک نکتہ قابل توجہ ہے۔

حضورؐ نے یہ خطبہ، حج کی تقریب پر، عرفات کے میدان میں ارشاد فرمایا، جہاں کہا جاتا ہے کہ، ایک لاکھ بلکہ اس سے بھی زیادہ سامعین موجود تھے۔ انہوں نے اسے جس انہماک اور توجہ سے سنا ہوگا وہ ظاہر ہے۔ اس میں امت کی راہ نمائی کے لئے ایک بنیادی اصول بیان کیا گیا ہے۔ یعنی حضورؐ نے فرمایا کہ

میں تم میں ایک ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم نے اسے مضبوطی سے تھامے رکھا تو کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ وہ چیز کیا ہے؟　　کتاب اللہ　　(صحاح)

لیکن آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ بعض روایات میں، اس کے ساتھ کچھ اور بھی ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ میں دو ایسی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم نے انہیں مضبوطی سے تھامے رکھا تو کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ اور وہ ہیں۔

کتاب اللہ اور سنت رسول اللہؐ۔　(حیات محمدؐ۔ محمد حسین ہیکل مصری۔ صفحہ ۴۹)

اور طبری میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ میں تم میں دو ایسی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم نے انہیں مضبوطی سے تھامے رکھا تو کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ اور وہ دو چیزیں ہیں۔

کتاب اللہ اور عترتی (میری اولاد)　(تاریخ طبری۔ جلد اوّل۔ حجۃ الوداع)

آپ غور فرمائیے کہ اس قسم کے عظیم اجتماع میں، ایسے بلیغ اعلامیہ کے دو الفاظ کے آگے منتقل ہوتے ہیں اختلاف کا یہ عالم ہے تو تئیس سال کے عرصہ میں، جلوت اور خلوت میں حضورؐ کے ارشاد فرمودہ کلمات، دو اڑھائی سو سال بعد مرتب ہونے میں اختلافات کی کیا صورت نہ ہو گی؟